مسلمانوں کے لیے مشن

شمالی امریکہ کے مسلمانوں میں تبلیغ کے لیے تین اہم جو دستوں کی تشکیل

(Pulse کے ایک حالیہ شمارے میں شائع ہونے والی ذیل کی رپورٹ و ہیٹن (ریاست ہائے متحدہ امریکہ) کے بلی گراہم سنٹر میں منعقدہ کانفرنس کی مختصر روداد ہے۔ کانفرنس کا خاص مقصد یہ تھا کہ شمالی امریکہ میں رہائش پذیر مسلمانوں میں تبلیغ کے کام کو کیسے منظم کیا جائے۔ مدیر)

سوال۔ کیا مسلمانوں تک مقدس تعلیمات پہنچانے سے بڑھ کر بھی کوئی مشکل کام ہو سکتا ہے؟

جواب۔ "شمالی امریکہ میں آباد مسلمانوں تک پیغام عیسائیت کی ترسیل تبلیغ عیسائیت کے پیچیدہ کام کا محض ایک پہلو ہے۔"

یہ پیغام امریکہ بھر کی مختلف تنظیموں سے تعلق رکھنے والے ۹۰ افراد نے Mission Agencies Network for North America کی "مسلم کانفرنس" میں سنا۔ و ہیٹن (الی نوائے) کے بلی گراہم سنٹر میں منعقدہ (۲۷۔ ۳۰ جون ۱۹۹۱ء) یہ کانفرنس ان عیسائیوں کے لیے تھی جو شمالی امریکہ میں مسلمانوں تک پہنچنے کے لیے کوشاں ہیں۔ شمالی امریکہ میں آباد مسلمانوں کے درمیان تبلیغ عیسائیت کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے ایک سال قبل چھ تنظیموں (افریقہ ان لینڈ مشن، دی بلی گراہم سنٹر، کیمپس کروسیڈ، انٹرنیشنل مشنز، SEND اور SIM) نے Mission Agencies Network for North America کے نام سے ایک عبوری کمیٹی تشکیل دی جس نے مذکورہ کانفرنس کا اہتمام کیا تھا۔

SEND International کے امریکی ڈائریکٹر ڈک والٹن نے کہا ہے کہ اس اجتماع سے تعاون میں اضافہ ہو گا اور ایک جیسی کوششوں کا تکرار نہ ہو گا۔ انہوں نے مزید کہا کہ "ہم بہت سی چیزوں کو کام کرتے دیکھتے ہیں جن کا کسی حد تک ایک دوسرے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ تاہم اب شرکاء اجتماع کو یہ معلوم ہو گا کہ کسی خاص لٹریچر یا تربیتی پروگرام کے لیے کس سے رجوع کرنا ہے۔" اس کانفرنس کے ذریعے ہم مل جل کر کام کرنے اور ایک دوسرے سے سیکھنے کے عمل کا آغاز کر سکیں گے۔"

سرکردہ مقرر، ماہر بشریات مصنف اور ہندوستان میں کام کرنے والے سابق مشنری پال ہیبرٹ کی تقریر سے شرکاء کو بالجملہ یہ معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے اس تصور کو درست کرنا ضروری ہے کہ جدت (Modernity) اور عیسائیت یکساں ہیں۔ انہوں نے مزید کہا کہ مشنریوں کو اپنے فرسودہ تصورات سے نکل کر مسلمانوں کے ساتھ روابط استوار کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اکثر مسلمانوں کو شمالی امریکہ میں ثقافتی ہم آہنگی کے سلسلے میں مشکلات کا سامنا ہے۔

جناب ہیبرٹ نے کہا کہ "ہمارا واسطہ اسلام سے نہیں، افراد سے ہے۔ اگر ہم نظریات کی سطح سے نیچے نہ آئے تو ہم اس حد تک نفوذ حاصل کرنے میں ناکام رہیں گے، جہاں ہم انسانی ناتے سے مسلمانوں سے تعلقات استوار کرسکتے ہیں۔"

کانفرنس کے بعض شرکاء نے جو تجربے اور مہارت کے لحاظ سے مختلف سطح کے حامل تھے، یہ ظاہر کیا کہ وہ اب بھی سیکھ رہے ہیں کہ روایتی انداز کی سوچ سے کس طرح پیچھا چھڑایا جائے۔ مسلمانوں کے "مرکزی موضوعات" پر گروپ ڈسکشن میں ایک فرد نے اپنے عدم اطمینان کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ہم لفظ "مسلم" استعمال کرتے ہیں اور پھر اسے فوراً ہی "عرب مسلم" بنا دیتے ہیں۔ میرے خیال میں یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہے۔

کانفرنس میں شریک ایک دوسرے شخص نے یہ بات نوٹ کی کہ ڈسکشن گروپ کے شرکاء کی سوچ روایتی اسلام مثلاً پانچ ارکان تک محدود تھی۔ اور انہوں نے امریکہ اور کینیڈا میں مسلمانوں کی ثقافتی ضروریات کا بہت کم جائزہ لیا۔ اس نے سوال کیا کہ "شمالی امریکہ کے تقاضوں کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔ وہ لوگ تبدیلی کے عمل سے گزر چکے ہیں اور ہم اس تبدیلی کو کیسے دیکھتے ہیں۔"

جناب ہیبرٹ نے کہا کہ بہت سے مسلمان مغرب کے بارے میں یکسو نہیں ہیں۔ ایک طرف وہ اسے زوال پذیر خیال کرتے ہیں اور دوسری جانب اسے مواقع کی سرزمین سمجھتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ مذہب تبدیل کرنے والے نئے لوگوں سے متعلق کلیدی سماجی مسائل میں موزوں عیسائی برادری کی تلاش، ان کے پرانے اور اب مخالفانہ معاشروں کے ساتھ مطابقت کا حصول اور دوسرے عیسائیوں اور چرچوں کے ساتھ تعلق استوار کرنے کے چیلنج شامل ہیں۔

شمالی امریکہ کے مسلمانوں میں کام کرنے والے متعدد مشنریوں کے نزدیک عیسائی چرچ مسئلے کا

نصف حصہ ہیں۔ بہت سے شرکاء نے بتایا کہ چرچ اسرائیل کی حمایت اور مسلمانوں کے خلاف تعصب کی بناء پر مسلمانوں میں کام کرنے والوں کی امداد سے کتراتے ہیں۔ یا اس کا سبب یہ ہے کہ وہ امریکہ کو مشن کے دائرہ کار میں شامل نہیں کرتے۔ جناب ہیبرٹ نے کہا کہ "تم میں سے ہر ایک کے پیش نظر مہم یہ ہے کہ وہ واپس اپنے آبائی چرچوں کو لوٹ جائے، کیونکہ مسلمانوں تک رسائی کی مہم محض ہمارے لیے نہیں ہے۔" انہوں نے مزید کہا کہ "جب تک ہم چرچ کو متحرک نہیں کرتے، ہم موثر ثابت نہیں ہو سکتے۔"

کانفرنس میں نظم قائم کرنے، چرچوں کو متحرک کرنے اور مسلمانوں تک رسائی کی حکمت عملی وضع کرنے کے لیے الگ الگ تین مہم جو دستے تشکیل دیے گئے۔ اس کے ساتھ امریکہ اور کینیڈا میں مسلمانوں کے کوائف جمع کرنے کا مرکز بھی کام کرنے لگا ہے۔ سیکورٹی کے پیش نظر کانفرنس میں عام لوگوں کا داخلہ ممنوع تھا۔ شرکاء کو ہر ایک سیشن میں شرکت کے لیے شناختی نشانات لگانے پڑتے تھے۔ بعض افراد کو یہ تشویش بھی لاحق تھی کہ شرکاء کی فہرست کہیں غلط ہاتھوں میں چلی گئی تو اس سے منسٹریوں اور بعض افراد کی جان کو خطرہ لاحق ہو سکتا تھا اور آخرالذکر پریشانی فلسطینی نژاد مناد جناب انیس شروش کے لیے بہت زیادہ تھی جو ۱۹۸۵ء سے دنیا بھر میں مسلمانوں سے مناظرہ بازی کر رہے ہیں اور جو ۱۹۹۰ء کے موسم گرما میں جنوبی افریقہ میں دو بار قاتلانہ حملوں سے خوش قسمتی سے بچے ہیں۔ جناب شروش نے بتایا "خدا نے جب مناظرے کا خیال میرے دل میں ڈالا تو میں زندگی میں پہلی دفعہ اپنی بیوی کو قبرستان لے گیا۔ تکفین کی جگہ جا کر میں نے ایک تابوت اٹھایا۔ میں نے کہا کہ اگر تم اتنے ہی مقدس ہو تو یاد رکھو کہ ہمارا خدا ان کے خدا سے بڑا ہے، ان کی امیدوں سے بھی بڑا ہے اور ہر اس چیز سے جو انکے پاس ہے۔ اگر مسلمانوں کو عیسائیت کے دائرے میں لانے کے لیے مجھے اپنی جان بھی دینی پڑی تو میں ایسا کروں گا۔ یہ وقت تھا جب ہم نے اپنے خوف پر قابو پا لیا اور کہا خداوندا! یہ تیری ہستی ہی کے شایان شان ہے کہ میرا جینا بھی تیرے لیے ہو اور میرا مرنا بھی تیرے لیے ہو۔"